روزنامہ "امروز" لاہور / تعزیتی شذرہ

"جہاد آزادی کا ایک اور سالار اٹھ گیا"

وہ شعلہ نوا اُٹھ گیا ہے جس نے ربع صدی تک سپاہ آزادی کا دل گرمائے اور حوصلہ بڑھائے رکھا۔ دنیائے خطابت کو اس پر ناز تھا اور اس کی یہ صلاحیت ملک و ملت کی خدمت کے لئے وقف رہی لیکن وہ صرف خطیب ہی نہیں تھا عمل کا دھنی بھی تھا۔ وہی کچھ کہتا جس پر کاربند تھا۔ وہی کچھ کرنے کی تلقین کرتا جو اس کے نزدیک عامیوں کی سرفرازی کا وسیلہ بن سکتا تھا امیر شریعت کے سیاسی عقائد کیاتھے۔ یہ موقع اس بحث میں پڑنے کا نہیں۔ یہ حقیقت ہے ان سے اختلاف کی گنجائش تھی اور لوگوں نے ان سے اختلاف کیا۔ البتہ اس بات سے مجال انکار نہیں کہ مرحوم دل میں آزادی کی تڑپ رکھتے تھے۔ آزادی کی راہ میں انہوں نے ہر کڑی مصیبت بہ خندہ پیشانی جھیلی۔ آزادی کے نام پر جو بھی افتاد پڑی اسے بطیب خاطر قبول کیا۔ اٹھارہ برس تک قید و بند کی سختیاں سہیں اور زندگی کے اس حصہ کو حاصل زندگی جانا، کوئی مصلحت ان کا دامن نہ پکڑ سکی۔ بوریا نشینی پر قانع رہے۔ موٹا جھوٹا پہنا۔ کھانے کے لئے جو مل گیا کھالیا۔ تکلف، ریا اور تصنع سے کوسوں دور رہے۔ محبت اور شفقت ان ہی کا حصہ تھی۔ اگر دشمنی بھی کی تو نظریہ کی بنیاد پر۔ ذات کا سوال آیا تو دشمنوں کے لئے بھی دیدہ و دل فرش راہ کئے۔ لیلائے آزادی کے لئے اگر مشقتیں جھیلیں، غیر ملکی حکمرانوں سے ٹکرلی اور اس کی پاداش میں قید ہوئے۔ تو دوسری طرف زندگی کے لطیف پہلوؤں پر بھی نظر رہی۔ یہ نہ تھا کہ سیاست میں ان کی طبیعت کا تنوع چھن گیا ہو۔ ان میں وہ روکھا پن پیدا کر دیا ہو جس کا عموماً سیاست سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ وہ شعر و ادب کا پاکیزہ ذوق رکھتے تھے۔ اعلیٰ درجہ کے سخن فہم تھے اور مبدءِ فیاض سے انہوں نے طبیعت بھی موزوں پائی تھی۔ اردو اور فارسی میں شعر کہتے تھے اور اپنی تقریر میں شعریوں لاتے جیسے انگوٹھی میں نگینہ۔

اگر ہم ان بزرگوں کی فہرست مرتب کریں جنہوں نے دور غلامی میں برطانوی سامراج کے خلاف گفتار و کردار سے رائے عامہ کو بیدار کیا تھا تو امیر شریعت کا نام سب سے پہلے آئے گا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد برصغیر کے مسلمان بری طرح شکستہ دل او رمایوس تھے۔ انہیں احساس کمتری اور احساس شکست سے نجات دلانے کے لئے امیر شریعت ایسے مجاہدوں کی ضرورت تھی جو قلب و ذہن کو بھی متاثر کریں اور اپنے کردار سے عمل کے لئے مثال بھی قائم کر دیں۔ یہ خدمت انجام دے کر انہوں نے قوم پر بہت بڑا احسان کیا جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایسے ہی بزرگوں کی جرأت، استقامت اور ایثار کا انعام ہے کہ ایک محوِ خواب قوم بیدار ہوئی۔ جہاد آزادی کے لئے ان گنت رضا کار ملے اور ہم غیر ملکیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے۔

شاہ صاحب کی زندگی کا یہ پہلو خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ وہ صرف سیاست کے ہو کر نہیں رہ گئے تھے۔ اسلام کی تبلیغ کا فرض سعید بھی ہمیشہ ان کی نظروں میں رہا تھا۔ دین فطرت کی سربلندی ان کی سب سے

بڑی تمنا تھی اور ناموس رسول ﷺ کی پاسبانی اور ملت کا اتحاد ان کا مقصد حیات تھا۔ زہد و پاکبازی اور مذہب کے گہرے مطالعہ اور علم کی بناء پر وہ امیر شریعت کے منصب پر فائز ہوئے تھے اور اس منصب پر اپنا حق ثابت کر دیا تھا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی رحلت سے قوم ایک بے مثال خطیب اور تحریک آزادی کے ایک نمائندے سے محروم ہو گئی ہے اور یک ایسی شخصیت کھو بیٹھی ہے جس کے بارے میں یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ ایسی شخصیتیں مدتوں میں پیدا ہوتیں ہیں۔ یہ واقعی ہی ایک المیہ ہے کہ ہم ایسے بزرگوں سے تو محروم ہوتے جا رہے ہیں جو اپنی دھن کے پکے تھے ثابت قدم تھے ایثار پسند تھے اور دل میں ملت کا درد رکھتے تھے۔ مگر ان کی رحلت سے قومی زندگی میں جو نشستیں خالی ہو رہی ہیں انہیں پر کرنے کے لئے ہمیں مخلص اور بے لوث شخصیتیں نہیں ملتیں۔ قومیں محض اپنے پیش رووں کے کارنامے گنوا کر یا ان کا ماتم کر کے زندہ نہیں رہ سکتیں۔ حال کے مسائل، مصائب اور ضرورتیں زندہ اصحاب سے قربانی اور ایثار کا تقاضا رکھتی ہیں۔

روزنامہ ''کوہستان'' لاہور / مقالہ خصوصی

اک چراغ اور بجھا........

ملک میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی موت کی خبر انتہائی رنج و ملال سے سنی جائیگی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر ہم ماضی کی طرف دیکھیں تو ہماری آزادی کی شاہراہ ربع صدی قبل کے ان تنگ و تاریک اور ناہموار راستوں سے جاملتی ہے جہاں چند اولوالعزم انسان درماندہ مسافروں کو آوازیں دے رہے ہیں۔ کبھی ان کی شعلہ نوائی سے مردہ زندگی کی رگوں میں خون دوڑنے لگتا ہے اور اپنے حال سے پریشان اور مستقبل سے مایوس مسافر یکایک نئے حوصلوں اور ولولوں سے سرشار ہو کر ان کے پیچھے دوڑنے لگتے ہیں اور کبھی کڑی آزمائشوں کے دور میں ان کے پیچھے چلنے والے قافلوں کی ہمت جواب دے جاتی ہے لیکن ان کوہ پیکر انسانوں کے عزم و ثبات میں کوئی فرق نہیں آتا۔ آزادی کی تمنا کرنے کے جرم کی پاداش میں ان کے لئے قید خانوں کے دروازے کھول دئیے جاتے ہیں اور ان کی زبانوں پر سنگینوں کے پہرے بٹھا دئیے جاتے ہیں۔ لیکن ہر مصیبت، ہر ناکامی اور ہر آزمائش ان کے سینے میں امیدوں کے نئے چراغ روشن کرتی ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرنگی استبداد کے خلاف اس وقت علم بغاوت بلند کیا تھا۔ جب سلطنت برطانیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا اور آزادی کی خواہش ایک دیوانے کا خواب سمجھی جاتی تھی۔

مرحوم برصغیر کے وہ بے مثال خطیب تھے۔ جن کی شعلہ نوائی نے کروڑوں انسانوں کے دلوں میں آزادی کا ولولہ پیدا کیا تھا۔ ان کی عظمت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ رات جس میں